سوال

(133)غائبانہ نمازِجنازہ کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اسلام آباد سے محمد اکرم پوچھتے ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں مفصل جواب دیا جائے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

غائبانہ نمازجنازہ کے متعلق علمائے متقدمین میں اختلاف ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر جمہور سلف صالحین اسے جائز کہتے ہیں جبکہ احناف اور مالکی حضرات اسے ناجائز خیال کرتے ہیں۔ ہمارا رحجان جواز کی طرف ہے جس کی دلیل مندرجہ ذیل فرمان نبوی ہے: ''آج حبشہ سے تعلق رکھنے والا ایک نیک سیرت انسان (شاہ حبش) فوت ہو گیا ہے آؤ ہم اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔'' راوی کہتے ہیں کہ ہم نے صفیں درست کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ ادا کی، (نماز جنازہ کے وقت) ہم نے صف بندی کر رکھی تھی۔ (بخاری، کتاب الجنائز)

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر عیدگاہ تشریف لےگئے اور وہاں چار تکبیروں کے ساتھ اس کی نماز جنازہ ادا کی۔'' (کتاب الجنائز)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ کا اہتمام اس لیے کیا تھا کہ مسلمانوں کی سر زمین کے علاوہ (لغیر ارضکم) غیر ملک فوت ہوا تھا اور اس کا جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا، یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ ایک ملک کا سربراہ مسلمان ہو اور اس کے اسلام کا چرچا بھی ہو چکا لیکن وہاں اس کا ہم نوا نہ ہو حتی کہ اعیان سلطنت اہل خانہ اور دوست واحباب بھی اس نعمت سے محروم رہے ہوں اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی ہو۔ (الفتح الربانی: 7/223)

"لغیر ارضکم کا مطلب یہ ہے کہ وہ سر زمین مدینہ فوت نہیں ہوا اگر یہاں فوت ہوتا تو تم ضرور اس کا جنازہ پڑھتے، لہذا تم اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کا اہتمام کرو۔ (عون المعبود (2/198:

البتہ غائبانہ نمازجنازہ کےلئے مندرجہ ذیل باتوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے:

(1) فوت ہونے والا اچھی شہرت اور سیاسی، مذہبی اور علمی حیثیت کا حامل ہو، ہر چھوٹے بڑے کی نماز جنازہ غائبانہ طور پر درست نہیں۔

(2) غائبانہ نماز جنازہ کی ادائیگی میں سیاسی یا مالی مفادات وابستہ نہ ہوں، صرف اللہ کی رضا جوئی مطلوب ہو۔

(3) اس کےلئے اعلانات یا انتظار یا دیگر ذرائع کو استعمال نہ کیا جائے، جیسا کہ ہمارے ہاں آج کل رواج کے طور پر کیا جاتا ہے۔

(4)وہاں تقاریر خطابات کا بھی قطعاً اہتمام نہ ہو، ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:164